سیرت النبی ﷺ کے درخشاں پہلو!

☆......☆......☆ محمد رمضان یوسف سلفی ☆......☆......☆

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة......

البتہ تحقیق رسول کریم کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے (احزاب 21)

مذکورہ فرمان ربانی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہی ہے جو تمام نوع انسان کے لیے ایک مکمل لائحہ عمل اور ضابطہ حیات ہے۔ آپؐ ہی وہ فرد کامل ہیں جن میں اللہ رب العزت نے وہ تمام اوصاف جاگزیں کیے ہیں جو انسانی زندگی کے لیے مکمل لائحہ عمل بن سکتے ہیں۔ کیونکہ آپؐ اپنی قوم میں اپنے رفعت کردار، فاضلانہ وشیریں اخلاق اور کریمانہ عادات کے سبب سب سے ممتاز تھے۔ مزید یہ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سب سے زیادہ بامروت، سب سے زیادہ خوش اخلاق، سب سے زیادہ معزز ہمسائے، سب سے بڑھکر دوراندیش، سب سے زیادہ راست گو، سب سے زیادہ نرم پہلو، سب سے زیادہ پاک نفس، سب سے زیادہ خیراندیش، سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ نیک، سب سے بڑھکر پابند عہد اور سب سے بڑے امانتدار تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی قوم نے آپ کا لقب ہی امین رکھ دیا تھا اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے آپ علیہ السلام کی صداقت ودیانتداری کو دیکھ کر ہی آپؐ سے شادی کی تھی۔

اس مختصر سے مضمون میں نبی علیہ السلام کی سیرت مطہرہ کا احاطہ بہت مشکل ہے چنانچہ چند ایک پہلو ہی پیش کرتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا یعنی آپ کی مکمل زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو بچپن ہی سے بری محفلوں اور مناہی منکرات کے کاموں سے بچائے رکھا۔ نبی علیہ السلام اپنے بچپن کے ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اہل جاہلیت جو کام کرتے تھے مجھے دو دفعہ کے علاوہ کبھی ان کا خیال نہیں گزرا۔ لیکن ان دونوں میں سے بھی ہر بار اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کام کے درمیان رکاوٹ ڈال دی۔ اس کے بعد مجھے کبھی ان کا خیال نہیں گزرا یہاں تک کہ اللہ نے مجھے پیغمبری سے مشرف فرمایا۔ ہوا یہ کہ جولڑکا میرے ساتھ بالائی مکہ

میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ایک رات اس سے میں نے کہا کیوں نہ تم میری بکریاں دیکھواور میں مکہ جا کر دوسرے جوانوں کی طرح وہاں کی شبانہ قصہ گوئی کی محفل میں شرکت کرلوں۔

اس نے کہا، ٹھیک ہے۔اس کے بعد میں نکلا! ابھی مکہ کے پہلے ہی گھر کے پاس پہنچا تھا کہ باجے کی آواز سنائی پڑی، میں نے پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا فلاں کی فلاں سے شادی ہے۔ میں سننے بیٹھ گیا اور اللہ نے میرے کان بند کردیئے اور میں سوگیا۔ پھر سورج کی تمازت سے میری آنکھ کھلی اور میں اپنے ساتھی کے پاس آیا۔اس کے پوچھنے پر میں نے ساری تفصیلات بتائیں۔اس کے بعد ایک رات پھر میں نے یہی بات کہی اور مکہ پہنچا تو پھر اسی طرح کا واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد کبھی غلط ارادہ نہ ہوا"۔(الرحیق المختوم،ص15-144)

نبی علیہ السلام کی نبوت سے پہلے کی اجمالی سیرت کا ایک پہلو دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ آپ کی پاکیزہ سیرت کیسی تھی؟ لہٰذا نبی علیہ السلام کی عمر شریف جب چالیس برس کی ہو چلی اور اس دوران آپؐ کے اب تک کے تاملات نے قوم سے آپؐ کا ذہنی اور فکری فاصلہ بہت وسیع کردیا تھا......تو آپؐ کو تنہائی محبوب ہوگئی چنانچہ آپ ﷺ ستو اور پانی لیکر مکہ سے دومیل دور کوہ حرا کے ایک غار میں جا کر رہتے......اور اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگئے۔صحیح بخاری میں مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام (رات کو تہجد کی نماز میں) اس قدر قیام فرماتے کہ آپؐ کے پاؤں مبارک متورم ہوجاتے اور آپؐ سے اس باب میں کہا جاتا تو آپ فرماتے افلا اکون عبدًا شکورًا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔(تیسیر الباری شرح بخاری ص72-671، جلد اول)

نبی علیہ السلام کے زہد وتقویٰ کا عالم یہ تھا کہ آپ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔اے اللہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانے کو ملے۔بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں اور تجھ سے مانگا کروں اور کھا کر تیری حمد وثناء کروں۔(حلیۃ الاولیاء جلد8،ص133)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور اکثر فاقہ پر فاقہ کیے جاتے تھے۔ایک اور روایت میں اماں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے گھر والے ایک ایک مہینہ اسی طرح سے گزارتے کہ گھر میں آگ نہ سلگائی جاتی اور ہمارا کھانا یہی ہوتا کھجور اور پانی۔(ابن ماجہ جلد سوم ص527) اور بعض دفعہ نبی علیہ السلام بھوک سے کروٹیں بدلتے، پیٹ کو الٹتے اور خراب کھجور

بھی آپ کو نہ ملتی کہ اسی سے پیٹ بھر لیں۔(ایضاً ص528)

نبی علیہ السلام ایک بار نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تکبیر ہو چکی تھی۔مگر آپ صحابہؓ کو وہیں کھڑا چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور نماز پڑھائی۔کسی نے اس بے وقت گھر تشریف لے جانیکی وجہ دریافت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ گھر میں ایک سونے کا ٹکڑا پڑا رہ گیا تھا، میں نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ گھر میں پڑا رہے اور میں فوت ہو جاؤں۔

اللہ رب العزت نے نبی علیہ السلام کو بڑے ہی اعلیٰ اخلاق سے نوازا تھا۔یہ آپؐ کا ارفع اخلاق ہی تھا کہ جس نے دشمن کو دوست، بیگانے کو اپنا سخت دل کو نرم خو بنا دیا تھا۔نبی علیہ السلام کے اسی بلند اخلاق کی تعریف اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ...... **وانک لعلی خلق عظیم** ''اور بے شک آپؐ کا اخلاق بہت بلند رہے۔(سورۃ قلم)

''موطا امام مالک'' میں نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ''میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں''اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے خدمت گزار فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس تک نبی ﷺ کی خدمت کی **فما قال لی اُف ولا لمصنعت ولا الا صنعت** ''اس مدت میں آپؐ نے مجھے اُف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیا یہ کام کیوں نہیں کیا''(مسلم، جلد6، ص30، تیسیر الباری شرح بخاری جلد5، ص584)

یہ آپ کا اخلاق ہی تھا کہ جس نے لوگوں کے دلوں سے ظلمت و جہالت کو نکال کر نور صداقت اور معرفت الٰہی کو متمکن کر دیا تھا، آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور نرم خو ہونے کی صفت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے نبی **لو کنت فظا غلیظ القلب لن فضو امن حولک** ''اگر آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے تو لوگ کبھی بھی آپ کے پاس آ کر نہ بیٹھتے(آل عمران159)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ **لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلیم سبابا ولا فحاشا ولا لعانا** ''نبی علیہ السلام گالی باز اور سخت گو بدزبان لعنت کرنے والے نہ تھے اگر آپ کو ہم میں سے کسی پر غصہ بھی آتا، صرف اتنا فرماتے اس کو کیا ہو گیا۔اس کی پیشانی میں خاک لگے''۔(تیسیر الباری شرح بخاری جلد5، ص581)

نبی ﷺ کا شجاعت، بہادری اور دلیری میں بھی مقام سب سے بلند اور معروف تھا۔آپ سب

سے زیادہ دلیر تھے۔ نہایت کٹھن اور مشکل مواقع پر جبکہ اچھے اچھے جانبازوں اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ آپ اپنی جگہ برقرار رہے اور پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتے گئے۔ پائے ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب زور کا رن پڑتا اور جنگ کے شعلے خوب بھڑک اٹھتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ لیا کرتے تھے۔ آپ سے بڑھکر کوئی دشمن کے قریب نہ ہوتا۔ (شفاء قاضی عیاض 89/1، بحوالہ الرحیق المختوم)

اور حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا لوگ شعور کی طرف دوڑے تو راستے میں رسول اللہ ﷺ واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ لوگوں سے پہلے ہی آواز کی جانب پہنچ کر خطرے کے مقام کا جائزہ لے چکے تھے اس وقت آپ ابوطلحہؓ کے بغیر زین کے گھوڑے پر سوار تھے۔ گردن میں تلوار حمائل کر رکھی تھی اور فرما رہے تھے ڈرو نہیں، ڈرو نہیں (کوئی خطرہ نہیں ہے)۔ (مسلم، جلد 6، ص 28، بخاری جلد 5، ص 582) اور کسی شاعر نے شائد آپ ہی کے بارے میں کہا تھا کہ............ مائیں ایسے بچے جنتی ہیں بہادر خال خال

اور اگر آج آقائے کائنات کے غلام اپنے سینوں میں آپ کی شجاعت بھر لیں تو دنیا کی کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی، انشاء اللہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی دریا دلی اور سخاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس نے بھی کوئی چیز آپؐ سے مانگی، آپ نے انکار نہ کیا بلکہ دے دی۔ (بخاری، جلد 5، ص 582، مسلم ص 30)۔ ایک شخص کو آپؐ نے اتنی بکریاں دیں کہ جس سے دو پہاڑوں کے درمیان والی زمین بھر گئی۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا میری قوم کے لوگو مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد (ﷺ) اتنا کچھ دیتے ہیں پھر محتاجی کا ڈر نہیں رہتا۔ (مسلم، جلد 6، ص 31)

اقرح بن حابس نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام حضرت حسن کو پیار کر رہے ہیں تو ایک صحابی نے کہا اللہ کے نبی میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی ان کو پیار نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا جو رحم نہ کرے گا (بچوں، یتیموں اور عاجزوں، ضعیفوں پر) اللہ بھی رحم نہ کرے گا اُس پر (ایضاً ص 34)

نبی ﷺ سب سے زیادہ متواضع اور تکبر سے دور تھے۔ آپ اپنے لیے صحابہ کرام کو کھڑے ہونے سے منع فرماتے تھے۔ مسکینوں کی عیادت کرتے تھے فقراء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، غلام کی دعوت منظور فرماتے تھے۔ صحابہ کرام میں کسی امتیاز کے بغیر ایک عام آدمی کی طرح بیٹھتے تھے۔

اماں عائشہ صدیقہ، صدیقہ کائنات فرماتی ہیں کہ آپ اپنے جوتے خود ٹانکتے تھے، اپنے کپڑے خود سیتے تھے اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر کے کام کاج کرتا ہے۔ آپ بھی انسانوں میں ایک انسان تھے۔ اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے تھے اور اپنا کام خود کرتے تھے۔ (مشکوۃ 520/2)

آخر میں نبی علیہ السلام کے چہرہ پرانوار کا بھی تذکرہ کرتا جاؤں۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار چاندنی رات میں آپ کو دیکھا آپؐ پر سرخ جوڑا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور چاند کو دیکھتا۔ آخر (اسی نتیجہ پر پہنچا کہ) آپؐ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔ (مشکوۃ ترجم جلد 3، ص 136 وترمذی فی الشمائل ودارمی)

ایک بار آپؐ عائشہؓ کے پاس تشریف فرما تھے پسینہ آیا تو چہرے کی دھاریاں چمک اٹھیں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت عائشہؓ نے ابو کبیر ہذلی کا یہ شعر پڑھا

واذا نظرت الی اسرۃ وجھہ

برقت کبرق العارض المتھل (رحمۃ للعالمین جلد 2، ص 172)

ترجمہ: ''جب ان کے چہرے کی دھاریاں دیکھو تو، وہ یوں چمکتی ہیں جیسے روشن بادل چمک رہا ہے''۔

نبی ﷺ جتنے صورت کے حسین تھے اُتنے ہی سیرت کے خوبصورت، اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم نبی علیہ السلام کی سیرت کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین رحم مادر سے (رضی اللہ عنہ) کا لقب لے کر نہیں آئے تھے۔ بلکہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے اسوہ اور سیرت کو اپنایا تھا اور اللہ نے ان کو جنت کے سر ٹیفکیٹ دے دیئے، دنیا میں بھی کامیاب۔ آخرت میں بھی کامیاب۔

آج مسلمان ذلیل ہیں، خوار ہیں، بے کس ہیں، بے بس ہیں، مظلوم ہیں، مجبور ہیں، تو اس کا سب سے بڑا سبب قرآن وحدیث سے بیگانگی اور اسوہ رسول سے ''چشم پوشی'' ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے اور نبی علیہ السلام کے اسوہ پر چلنے کی توفیق دے، آمین یارب العالمین۔